CHECKED

پنجاب کے ضلعوں کے جغرافیے

نمبر ۶

Checked 1961

سیالکوٹ کے ضلع کا جغرافیہ

جس کو

لالہ شو دیال صاحب ایم اے اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس حلقۂ لاہور

نے تالیف کیا

صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم پنجاب کے حکم سے
منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشر سررشتۂ تعلیم
پنجاب نے اپنے مطبع مفید عام لاہور میں چھاپا

سنہ ۱۸۹۴ء

سررشتۂ تعلیم پنجاب کی بے اجازت کوئی نہ چھاپے

دفعہ ۵ | تعداد جلد ۹۰۰ | قیمت فی جلد ۲/ ۹ پ

اِعرابوں کے قاعدے

نمبر شمار	قاعدے	مثالیں
۱	مخلوط ہے دو چشمی لکھی گئی +	گھر
۲	نونِ غنّہ جو لفظ کے درمیان ہے۔ اُس پر اُلٹا جزم دیا ہے۔ اور جو آخر میں ہے۔ اُس میں نقطہ نہیں دیا +	ہنسا۔ نہیں +
۳	یائے معروف جو لفظ کے آخر ہے۔ وہ دائرے کی لکھی گئی ہے +	بھلی
۴	یائے معروف کے سوا باقی سب یے لمبی لکھی گئیں +	کے۔ ہے۔ گائے۔ اوپلے +
۵	جو واؤ بولی نہیں جاتی۔ اُس کے نیچے آڑی لکیر ہے +	خود۔ خویش +
۶	حرفِ مفتوح پر وہیں زبر لکھا ہے۔ جہاں واؤ یا یے کے معروف اور مجہول ہونے کا شبہ پڑتا ہے + [۱]	ہمالیہ۔ روپیہ۔ زیور۔ غور۔ سیر +

[۱] باقی قاعدے اخیر کے صفحے سے دیکھو +

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	تمہید۔ جغرافیہ کے معنی۔ ضلع۔ طرفین وغیرہ	۱ سے ۴ تک
۲	حدود اربعہ وغیرہ	۴ سے ۷ تک
۳	ضلع کی صورت	۷
۴	دریا۔ نالے۔ نہر اور چھمب	۹
۵	زمین	۱۵
۶	جانور	۲۲
۷	آب و ہوا	۲۵
۸	باشندے	۲۷
۹	پیشے اور تجارت	۳۰
۱۰	سڑکیں وغیرہ	۳۳
۱۱	تعلیم	۳۶
۱۲	انتظام	۳۸

باب نمبر	مضمون	نمبر صفحہ
۱۳	تحصیل سیالکوٹ	۴۰
۱۴	تحصیل ڈسکہ	۴۶
۱۵	تحصیل پسرور	۴۹
۱۶	تحصیل ظفروال	۵۲
۱۷	تحصیل رعیہ	۵۴

واضح نمبر ۱۲۰۶۷

فرع نمبر ح ۲۹

نمبر

STATE LIBRARY

سیالکوٹ کے ضلع کا جغرافیہ

تمہید

قدرت کے عجب کھیل ہیں۔ سورج۔ چاند اور ستارے سب اسی نے بنائے ہیں۔ جس زمین پر ہم بستے ہیں بڑی وسیع ہے۔ اس کی حالت سب جگہ ایک سی نہیں۔ کہیں تو سینکڑوں کوس تک ریت کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور کہیں بڑے وسیع جنگل۔ ان میں بہتا ہوا پانی اور سینکڑوں جانور رہتے ہیں۔ کہیں اونچے اونچے پہاڑ۔ کہیں گہرے سمندر ہیں۔ اسی زمین کے کئی حصے ایسے ہیں۔ کہ وہاں کے رہنے والے بالکل خونخوار اور وحشی۔ اور ایک دوسرے کو کھا جاتے ہیں۔ اور کسی جگہ کے رہنے والے علم کے پھیلنے سے بڑے دانا اور خوش خلق ہوگئے

ہیں - بعض مُلک ایسے ہیں - کہ وہاں کی رعایا بڑی خوش حال ہے - بعضے مُلک ایسے ہیں - کہ وہاں کے رہنے والے جان سے تنگ ہیں - کِسی مُلک میں دولت کے دریا بہتے ہیں - کِسی کے رہنے والوں کو ٹکڑا بھی نصیب نہیں ہوتا - غرض کہ زمین پر مُختلف باتیں - مُختلف طریقے اور مُختلف صورتیں موجود ہیں - اِن سب کو تھوڑا تھوڑا جاننا دُنیا میں بڑا فائدہ دیتا ہے - مگر بچّو! تُمہارے واسطے اِتنا ایک دفعہ سیکھنا بہت مُشکل ہے - اِس لیئے ہم اِس کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصّہ تُمہیں اِس کِتاب میں سُناتے ہیں - ہماری بات کو غور سے سُنو ❖

پنجاب کے معنی

زمین کی سطح کے بیان کو جُغرافیہ کہتے ہیں - پس اُس کے کِسی حصّے کے بیان کو اُس حصّے کا جُغرافیہ کہینگے ❖ جس مُلک میں ہم رہتے ہیں - اُس کا نام پنجاب ہے - یہ ایک بہت بڑے مُلک کا حصّہ ہے - جِس کو ہندوستان کہتے ہیں - اور جِس میں ایسے کئی چھوٹے چھوٹے مُلک شامِل ہیں - ایسے چھوٹے مُلکوں کو جو ایک بڑے مُلک کا حصّہ ہوں - اُس کے صُوبے کہتے ہیں جیسے پنجاب ہندوستان کا ایک صُوبہ ہے ❖

تمہید

تم جانتے ہو۔ایک شہر میں کئی محلے ہوتے ہیں۔ محلے میں کئی گلیاں۔اور گلی میں کئی گھر‌ ۔ ہندوستان کو ایک شہر خیال کرو۔تو پنجاب اُس کا ایک محلہ ہُوا۔ پنجاب کے بڑے بڑے حِصّوں کو گلیاں سمجھو۔اِس مُلک کے ہر ایک بڑے حصّے کو کمشنری کہتے ہیں۔ جس طرح ہر گلی میں کئی گھر ہوتے ہیں۔اسی طرح ہر کمشنری میں کئی ضلعے۔ چنانچہ ضلع سیالکوٹ کمشنری راولپنڈی کا ایک ضلع ہے۔

طرفوں کی پہچان

اِس سے پہلے کہ ہم اپنا مطلب بیان کریں۔تمہارے واسطے ایک بات کی واقفیت ضروری ہے۔کیونکہ اُس کے جانے بغیر تم جغرافئے کو مشکل سمجھوگے۔ وہ کیا ہے: طرفوں کا پہچاننا۔ ان کے نام تو تم نے اکثر سُنے ہی ہونگے۔اُتر۔ دکھن۔ پورب۔ پچھم۔ پر یہ نہیں جانتے۔انہیں کیونکر پہچانیں۔مثلاً اُتر کِدھر ہے۔ دکھن کِدھر ہے۔ہم تمہیں اِن کی پہچان کا ایک آسان طریقہ بتاتے ہیں۔غور سے سُنو۔اور یاد رکھو۔ صبح کو جب سورج نکلے۔تو اُس کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔تمہارے سامنے پورب ہوگا۔پیٹھ کی طرف پچھم۔ بائیں ہاتھ اُتر۔اور دائیں ہاتھ دکھن۔ پورب کو مشرق۔ پچھم کو مغرب۔ دکھن کو جنوب۔اور اُتر کو شمال بھی کہتے

ہیں + جو طرف شمال اور مغرب کے درمیان ہے - اُسے
شمال مغرب بولتے ہیں- اور جو جنوب اور مغرب کے درمیان
ہے-اُسے جنوب مغرب-شمال مشرق اور جنوب مشرق کو بھی
اسی طرح جان لو +

پہلی شکل دیکھو-اس سے آٹھوں سمتیں بخوبی سمجھ میں
آجائینگی +

پہلی شکل

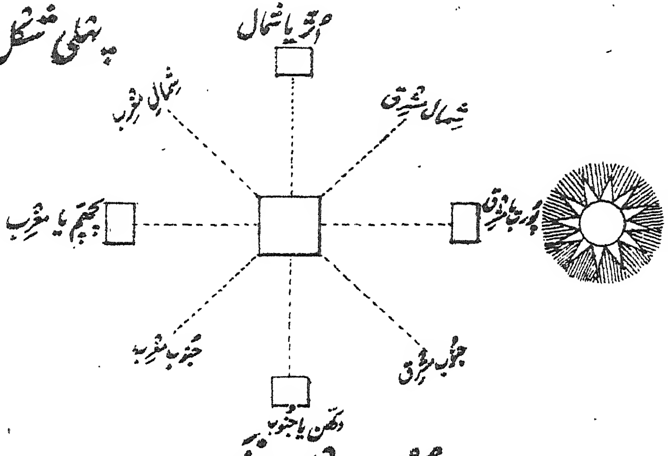

حدودِ اربعہ وغیرہ

تم جانتے ہو-کہ کسی مکان کا ٹھیک پتا لگانے کے واسطے
یہ جاننا ضروری ہوتا ہے-کہ وہ کہاں واقع ہے-کس بازار

میں۔ کس محلے میں۔ یا کس گلی میں۔ پھر اگر بازار۔ محلّہ۔ گلی معلوم بھی ہوں۔ تو پھر یہ جاننا ہوتا ہے۔ کہ اُس کے پاس کونسا مکان ہے۔ دائیں ہاتھ کونسا ہے۔ اور بائیں ہاتھ کونسا۔ آگے کیا ہے۔ پیچھے کیا۔ اِسی طرح ضلع سیالکوٹ کے ٹھیک ٹھیک جاننے کے واسطے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ اِس کے آگے کیا ہے۔ اور پیچھے۔ دائیں۔ بائیں کیا۔ اِن چاروں حدوں کو حدودِ اربعہ کہتے ہیں؂

ضلع سیالکوٹ کی حدودِ اربعہ

اِس کے شمال مشرق کی طرف علاقۂ جموں ہے۔ جو مہاراجۂ کشمیر کے ماتحت ہے۔ شمال مغرب کی طرف دریائے چناب اور اُس کی شاخ توی ہے۔ جو اِس ضلع کو ضلع گجرات سے جُدا کرتی ہے۔ مغرب کی طرف ضلع گوجرانوالہ اور ضلع لاہور ہیں۔ جنوب مشرق کی طرف دریائے راوی۔ جو ضلع امرتسر اور ضلع گورداسپور کو اِس سے علٰحدہ کرتی ہے۔ اور مشرق کی طرف اِس کی حد ضلع گورداسپور سے ملتی ہے؂

بالشت

حدودِ اربعہ تو جان چکے۔ ایک اور بات بھی جان لو؂ اپنا پنجہ پھیلاؤ۔ انگوٹھے کے سرے سے چھنگلیا کے سرے تک کے فاصلے کو ایک بالشت کہتے ہیں۔ اب کاغذ کا ایک چوکور ٹکڑا لو۔ اور اِس کی ہر طرف کو ماپ کر ایک بالشت بناؤ۔

آیسے کاغذ کو جو چوکور ہو۔ اَور جِس کی ہر طرف ایک بالِشت ہو۔ ایک مُربع بالِشت کہتے ہیں۔ اگر چار بالِشتیں ایک سے ایک سیدھی ملی ہوئی ہوں۔ تو اُن سے ایک گز بنتا ہے۔ اِسی طرح کاغذ یا زمین کے آیسے چوکور ٹکڑے کو جو ہر طرف سے ایک گز لمبا ہو۔ ایک مُربع گز کہتے ہیں۔ آیسے ۱۷۶۰ گزوں کو اگر ہم سیدھ میں ایک دُوسرے سے مِلاکر زمین پر رکھیں۔ تو اُن کا ایک میل بن جائیگا۔ اِسی طرح مُربع میل سمجھ لو۔ مثلاً

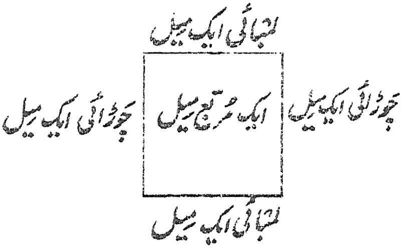

اب اگر اِس ضِلع کو صاف کرکے سارے گڑھے گڑھولوں کو بھر دیں۔ اَور جہاں اُونچان ہو۔ اُسے ہموار کریں۔ اَور پھر اِس میں آیسے چوکور کھیت کاٹیں۔ جو ہر طرف سے ایک ایک میل لمبے ہوں۔ تو اِس ضِلع میں ۱۹۵۸ کھیت بنینگے۔ اِس کو یُوں بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ اِس ضِلع کا رقبہ ۱۹۵۸ مُربع میل ہے ؞

آبادی

اِس اِتنی زمین میں ۲۳۱۲ گاؤں اور قصبے ہیں۔ اور اِن سب میں ۱۰۱۲۱۴۸ آدمی رہتے ہیں۔

ضلع کی صورت

نقشہ دیکھو۔ اور دِل میں ضلع کی صورت کا تصوّر کرو۔ کیسی بے ڈول سی اور چوکور ہے۔ اور شمال کی طرف اِس کی حد کیسی خمدار ہے۔ حُدودِ اربعہ تم پڑھ چکے ہو! بھلا احمد! بتاؤ تو اِس ضلع کی شمال مغربی اور جنوب مشرقی حُدود کیا ہیں؟ جناب! اِس ضلع کے شمال مغرب کی طرف دریائے چناب بہتا ہے۔ اور جنوب مشرقی حد پر راوی ہے۔ یاد رکھنا۔ کہ یہ ضلع دو دریاؤں کے درمیان ہے۔ ایسی زمین کو جو دو دریاؤں کے بیچ ہو۔ دوآبہ کہتے ہیں۔ جس دوآبے میں ہمارا ضلع ہے۔ اِس کا نام دوآبہ رچنا ہے۔

ضلع سیالکوٹ کی سطح قریب ہموار ہے۔ صرف چناب اور راوی اور ڈیک کے کِناروں کی زمین نیچی ہے۔ اور شمال مشرق کی طرف کا کچھ قطعہ کسی قدر اونچا ہے۔ اِس قطعے کی شکل تکھونٹی ہے۔ یہ قطعہ جموں کے علاقے سے چلا آتا ہے۔ اور اِس ضلع کی حد پر ڈیک اور دریائے

چناب کے مابین واقع ہے - مگر آگے چل کر اس کی چوڑائی کم ہوتی گئی ہے - یہاں تک کہ پنڈورر سے ۱۰ میل کے فاصلے پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے ✤

زرخیزی

یہ ضلع پنجاب کے ضلعوں کی نسبت عموماً زرخیز ہے - مثلث قطعے کے سوا جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں - یہ سارے کا سارا ایک کھیت ہے ✤ اگر اس کی زمین کے چار حصے کئے جائیں - تو اُن میں سے صرف ایک ایسا نکلیگا - جس میں کھیتی نہیں ہوتی - باقی تین حصے ہرے بھرے ہیں ✤ اس کا شمالی علاقہ نہایت ہی زرخیز ہے - لیکن جوں جوں جنوب کی طرف جاتے ہیں - زمین کم زرخیز ہوتی جاتی ہے ✤

پرگنہ سمبڑیال میں چناب کے کنارے کی زمین میں ریت ہونے کے باعث سے کھیتی بہت مشکل سے ہوتی ہے ✤ ڈیک کے نیچے کے حصے میں اس نالے کے دونو کناروں کی زمین بھی ریت کے باعث نکمی ہو گئی ہے ✤ ڈیک اور راوی کے بیچ کا نچلا حصہ جنگل ہے - اس میں کچھ ایسی پیداوار نہیں ہوتی - زمین سخت اور شور ہے - اسی واسطے جو کچھ اس میں بوتے ہیں - ضائع جاتا ہے ✤ علاقہ بجوات بہت ہی زرخیز ہے - اس میں دریاے چناب کی کئی شاخیں بہتی ہیں ✤

دریا۔نالے۔نہر اور چھمب

جب مینہ برستا ہے۔تو کچھ پانی زمین پی لیتی ہے۔کچھ موریوں اور بدرووں میں بہ نکلتا ہے۔آخر موریوں کا پانی بہت سا جمع ہوکر اکٹھا ہو جاتا ہے۔اسی طرح جب پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے۔تو پانی ڈھلان کی طرف بہ نکلتا ہے۔کیونکہ پہاڑ اونچے ہوتے ہیں۔اور پانی اونچے سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔رفتہ رفتہ پانی کی ایک لمبی دھار ہو جاتی ہے۔جو دور تک چلی جاتی ہے۔اور ہمیشہ ایک ہی طرف کو بہتی ہے۔اس کو دریا کہتے ہیں۔

معاون

تم روز دیکھتے ہو۔کہ تمہارے گھر کی موری گلی کی موری سے جا ملتی ہے۔گلی کی موری محلے کی موری سے۔محلے کی موری بازار کی موری سے۔پھر یہ سب ملکر ایک بڑی بھاری بدررو میں جاتی ہیں۔اسی طرح دریا میں کئی چھوٹے چھوٹے دریا آکر ملتے ہیں۔ان کے ملنے سے بڑے دریا میں پانی بہت ہو جاتا ہے۔ایسے چھوٹے دریاؤں کو معاون کہتے ہیں۔

چناب

دریاے چناب اس ضلع میں علاقۂ جموں سے آتا ہے

۱۲ میل چل کر اِس کی دائیں طرف توی ندی اِس میں
گرتی ہے ÷ اِس ندی کا آغاز بھی جموں کے پہاڑوں
سے ہوتا ہے ÷ اِس مقام کے آگے ۱۰ میل تک یہ دریا اِس
ضلع اور ضلع گجرات کے بیچ میں بہتا ہے ÷

توی اور چناب کے بیچ کے علاقے کو رنجوات کہتے ہیں۔
اس میں سے چناب کی چار شاخیں گزرتی ہیں ÷ اور ان
کے علاوہ لوگوں نے کئی پانی کی نہریں نکالی ہیں۔ جن کی
بدولت یہ حصہ ضلع میں سب سے زیادہ زرخیز ہوگیا ہے ÷
چناب کے کنارے اونچے ہیں۔ مگر کہیں کہیں تھوڑے
ڈھلواں ہوگئے ہیں۔ اِس کے دونو طرف کھیتی ہوتی ہے۔
اور اکثر جگہ پانی کے کنارے تک سبزہ چلا جاتا ہے۔ بعض
بعض موقعوں پر موٹی گھاس اور جھاڑیاں آگئی ہیں۔
اِس دریا کی تہ چوڑی اور ریتیلی ہے۔ تم اِس میں کسی
جگہ پایاب نہیں اتر سکتے ۵ گز سے کم پانی گہرا بھی نہیں
ہوتا۔ اور چڑھاؤ کے دنوں میں ۱۰ گز تک یا اِس سے بھی
بڑھ کر نوبت پہنچ جاتی ہے ÷

دریاے چناب کے پانی سے کھیتوں کو بڑا فائدہ پہنچتا
ہے۔ اِس دریا پر اِس ضلع میں آٹھ گھاٹ ہیں۔ مگر پل

کسی پر نہیں ۔ بارہ مہینے اس میں کشتی چلتی ہے ۔

(راوی) راوی ضلع گوجرانوالہ سے اس ضلع میں آتی ہے۔ اور قریب تیس میل کے اس کے کنارے بہتی ہے۔ اس کی تہ بھی دریائے چناب کی طرح ریتلی ہے۔ پانی ہمیشہ ایک ہی جگہ نہیں بہتا ۔ پچاس برس کا عرصہ ہوا۔ کہ یہ دریا رعیہ گاؤں کے نیچے سے گزرتا تھا۔ اب اس سے پانچ میل دور ہے۔ اب بھی جب پانی چڑھتا ہے۔ تو رعیہ کے مشرق کی طرف ایک نالہ اس کے پانی سے بھر جاتا ہے ۔

سال میں چار مہینے یعنی جون سے لے کر اکتوبر تک اس میں پانی کا زور رہتا ہے۔ اور کشتی چل سکتی ہے۔ باقی آٹھ مہینے پانی اترا رہتا ہے۔ اور کئی جگہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ پایاب اتر سکتے ہیں ۔ مگر یاد رکھنا۔ کہ اس دریا میں پایاب اترنے میں گر پڑنے کا خوف ہے ۔

اس ضلع میں صرف ۹۰ گاؤں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے ۔ دریا کے کنارے کسان رہٹ لگا کر پانی نکالتے ہیں اس ترکیب کو جھلار کہتے ہیں ۔

(نالے) دریاؤں کا بیان تو ہو چکا۔ ان کے سوا اس ضلع میں کئی نالے ہیں۔ ان میں بھی پانی بہتا ہے۔ لیکن

اکثر نالوں میں دریا کی طرح بارہ مہینے نہیں بہتا۔ نالہ دریا کی نسبت لمبائی میں بھی چھوٹا ہوتا ہے ۔ ڈیک۔ ایک اور بسنتر اس ضلع کے سب سے بڑے نالے ہیں۔ یہ سب پہاڑوں سے آتے ہیں ۔

مہاراجہ صاحب بہادر والیئے جموں کے علاقے میں اہلِ ہنود کا ایک معبد ہے۔ جس کو شو مہادیو کہتے ہیں۔ اس جگہ سے دو میل کے فاصلے پر نارڑا مقام سے ڈیک یا دیوکا ندی نکلتی ہے۔ پھر ایک اور نالے سے مل کر لیڑھی کلاں گاؤں کے قریب اس ضلع میں گوشۂ شمال و مشرق سے داخل ہوتی ہے۔ اور ظفروال۔ پسرور اور رعیّہ کی تحصیلوں میں سے گزرتی ہوئی ضلع لاہور میں چلی جاتی ہے ۔ اس میں بارہ مہینے تھوڑا بہت پانی رہتا ہے۔ جب پہاڑوں میں مینہ برستا ہے۔ اس میں فوراً پانی چڑھ آتا ہے۔ اس کی تہ ریتلی ہے۔ اور اس میں جابجا ریگِ رواں بھی ہے۔ بارش کے موسم میں یہ بڑے زور سے چلتی ہے۔ گھٹنوں گھٹنوں تک پانی میں بھی پایاب نہیں اتر سکتے۔ اور جب پانی کمر تک چڑھ آتا ہے۔ تو کسی کی مجال نہیں۔ کہ اس میں قدم رکھے ۔ اس ندی

سے کھیتی کو بہت فائدہ پہنچتا ہے ؞

ڈیک میں کشتی کبھی نہیں چلتی ؞ صرف دو جگہ اِس پر پُل بنے ہوئے تھے - ایک تو ملوک پور پر - دُوسرے اِس سے ایک میل نیچے کی طرف امرتسر کی سڑک پر - مگر پانی کی طغیانی سے یہ پُل ٹوٹ گئے ہیں ؞

ایک

ایک بھی جموں کے پہاڑوں سے نکلتی ہے سیالکوٹ سے آٹھ میل مشرق کی طرف اِس ضلع میں داخل ہوتی ہے - شہر کے قریب سے گزرتی ہے - اور پھر ضلع گوجرانوالہ میں چلی جاتی ہے - یہ سال میں صرف دو مہینے بڑے زور سے بہتی ہے - جب یہ چڑھتی ہے - تو ڈیک کی طرح کھیتوں کو سرسبز کر دیتی ہے ؞ بارش کے بعد اِس میں پایاب نہیں اُتر سکتے - ہاں کسی اور وقت اُترنا چاہو - تو کچھ مشکل نہیں ؞ سیالکوٹ کے پاس اِس کے اوپر ایک بڑا پُرانا پختہ پُل بنا ہُوا ہے - اِس کی چُنائی ایسی ہے - کہ اگر ایک اینٹ اُکھاڑنی چاہو - تو ثابت نہیں اُکھڑ سکتی - اِس کا نام شاہ دَولہ کا پُل ہے ؞ اِس کے سوا سیالکوٹ سے دو میل جنوب مغرب کو اُس سڑک پر جو حاجی پور سے جاتی ہوئی ڈسکے والی سڑک میں جا ملتی ہے - سرکار انگریزی نے پچھلے سال

ایک نیا پل بنوایا تھا۔ اس سے آگے بھوپال والے کے پاس بھی ایک پل ہے ؏

[illegible] بسنتر ضلع گورداسپور سے اس ضلع میں آتا ہے۔ اور تحصیل رعیہ میں چند گاؤں کو اس سے پانی دیا جاتا ہے

ان کے سوا ضلع سیالکوٹ میں کئی چھوٹے چھوٹے نالے ہیں ؏ ان میں صرف ضلع کی بارش کا پانی آتا ہے۔ ان میں سے لنڈا۔ بڈپانہ۔ پلکھو۔ نیاوا۔ ڈھن بڑے ہیں ؏

دیگ دریا۔ ندی۔ نالے تو قدرت سے بنے ہیں۔ مگر بعض وقت آدمی بھی کھیتوں کو پانی دینے کے واسطے پانی کی روئیں نکال لیتے ہیں۔ ایسی روؤں کو نہریں کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے زمانے میں شاہجہاں بڑا مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ اس کو عمارتیں۔ سڑکیں۔ نہریں بنانے کا بڑا شوق تھا ؏ علی مردان خاں ان کاموں کا افسر تھا۔ اس نے ایک بڑی نہر توی سے نکالی تھی۔ جو اس ضلع میں سے ہوتی ہوئی ضلع گوجرانوالہ میں جاتی تھی۔ اور وہاں وزیر آباد کے قریب سوہدرے کے عالی شان باغوں میں پہنچتی تھی۔ اب بند ہو گئی ہے۔ کوٹلی لوہاراں بجوڑا اور بیگوٹ تک اس کا نشان موجود ہے۔ جس سے صاف

ظاہر ہے۔کہ یہ نہر بیس میل کے قریب لمبی تھی ٭ اس قدیمی نہر کے سوا اس ضلع میں اور بھی کئی پرانی نہروں کے نشان موجود ہیں۔مگر وہ ساری خشک پڑی ہیں ٭

جھیلیں

بعض جگہ پانی مثل دریا وغیرہ کے چلتا نہیں۔مگر اپنے کناروں میں بند رہتا ہے۔ایسے کچے تالابوں کو جھیل کہتے ہیں۔جو اس ضلع میں چھمب کہلاتے ہیں۔یہ نیچان میں ہوتے ہیں۔اور گرد کی زمین کی بارش کا پانی جمع ہوکر ان میں پڑتا ہے۔یا نالوں کا پانی ان میں ڈال لیتے ہیں۔ضلع سیالکوٹ میں کئی ایسے چھمب ہیں۔اکثر جاڑے میں سوکھ جاتے ہیں۔اور کاشتکار اُن میں چاول بیج دیتے ہیں۔شتراہ اور منجھلے گاؤں کے چھمب سب سے بڑے ہیں۔اور دوسرا پہلے کی نسبت ڈیوڑھا ہے۔ڈسکے کا چھمب بھی کسی زمانے میں بڑا تھا۔مگر اب خشک ہے ٭

زمین

پہلے ذکر ہوچکا ہے۔کہ ضلع سیالکوٹ پنجاب کے ضلعوں کی نسبت زیادہ زرخیز ہے۔دریاؤں اور نالوں کے بہنے سے اس ضلع کی زمین میں مختلف خاصیتوں کے لحاظ سے

الگ الگ حصّے ہو گئے ہیں۔جو علاقہ چناب اور نوی کے درمیان واقع ہے۔وہ ضلع بھر میں نہایت سرسبز ہے۔اِس کا نام بجوات ہے۔اور یہی حال راوی کے اِرد گرد کی زمین کا ہے۔اِسے بیٹ کہتے ہیں۔جس علاقے میں ڈیک بہتی ہے۔اُس کے قُرب و جوار کی زمین اِس نالے سے سیراب ہوتی ہے۔یہ علاقہ ڈکاندی کہلاتا ہے۔بسنتر اور ڈیک کے بیچ کا جو قطعہ ہے۔اُسے دڑپ کہتے ہیں۔اِس علاقے کی بہت سی زمین کوئوں سے سیراب ہوتی ہے۔کہیں کہیں صرف مینہ کا آسرا ہے۔اگر یہاں سے جنُوب کی طرف بڑھیں۔تو ایسا قطعہ زمین کا آجاتا ہے۔جو بالکل شور ہے۔جسے کار کہتے ہیں۔تحصیل رعیہ آدھی سے زیادہ اور تحصیل پسرور کا کچھ حصّہ اُس میں شامل ہے۔

[illegible] دریا کے کنارے جھلاروں سے کھیتوں میں پانی دیتے ہیں کوئوں پر اکثر ڈھینکلی ہوتی ہے۔جس کی شکل یہ ہے۔

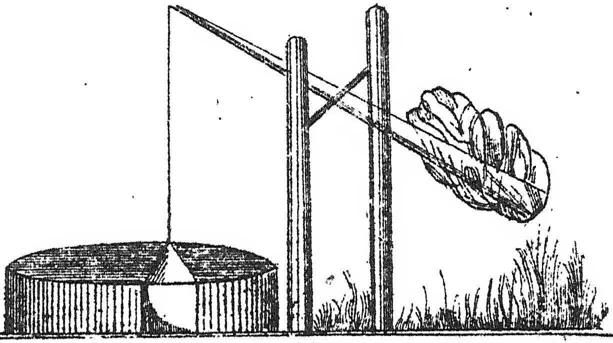

فصلیں

یہاں دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ربیع اور خریف۔ ربیع کو پنجابی میں ہاڑھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اساڑھ یعنی مارچ میں ہوتی ہے۔ اور خریف کو ساونی۔ کیونکہ یہ ساون کے مہینے میں بوئی جاتی ہے۔ بشرطیکہ نہ ہو۔ تو یہ فصلیں نہوں۔ ربیع کے لیئے جنوری سے مارچ کے اخیر تک برسنے کا اچھا توقع ہے۔ اور خریف کے لیئے جولائی سے ستمبر تک۔ اگر اپریل اور مئی کے مہینوں میں بارش ہوتی ہے۔ تو فائدے کی جگہ نقصان ہوتا ہے۔ اکتوبر اور نومبر میں برسنے سے بھی یہی حال ہوتا ہے۔

پیداوار

گیہوں۔ جو۔ چنے۔ مسور۔ تمباکو۔ رائی اور کئی ترکاریاں فصل ربیع کی بڑی بڑی پیداوار ہیں۔ اور چاول۔ جوار۔ کنگنی۔ موٹھ۔ ماش۔ مکا۔ گنا۔ کپاس۔ تل وغیرہ خریف کی۔ کل ضلع کی زمین کے سب سے بڑے حصے میں گیہوں بوئے جاتے ہیں۔ ڈسکہ اور سیالکوٹ کے بیچ میں جتنے گاؤں ہیں۔ وہاں گیہوں عمدہ ہوتے ہیں۔ ڈپٹ میں گنا عمدہ ہوتا ہے۔ گنے کے رس سے گڑ۔ شکر۔ چینی بنتی ہے۔ جو سب کا منہ میٹھا کرتی ہے۔ اس کی چھال بھی نکمی نہیں۔ آلوسے کو کتر کر گاے بھینسوں کو کھلاتے ہیں۔

اس سے اُن کا دُودھ بڑھتا ہے۔ جوار کا گنا اچھا نہیں ہوتا۔ یہ قطعہ خصوصاً چاولوں کے واسطے مشہور ہے۔ اس میں ہلدی بھی پیدا ہوتی ہے۔ شتراہ کے پاس بھی چاول اچھے ہوتے ہیں۔ مگر سب سے مشہور چاول کالر کا ہے۔ اِسے مُشکن یا باسمتی کہتے ہیں۔ نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ ضِلع کے درمیانی حِصّے میں اور ڈیک کے کناروں کی کچی زمینیں ہیں جن کو کُوؤں سے پانی پہنچتا ہے۔ کپاس بہت ہوتی ہے۔ اس سے کسانوں کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ چہاچھر اور پسرور پرگنوں کے حِصّوں میں باجرا اور جوار پیدا ہوتی ہے۔ سن اس ضِلع میں نہایت اعلےٰ قسم کا ہو سکتا ہے۔ لیکن اب تک کچھ اچھا نہیں ہوتا۔

ترکاریاں

اناج کے سوا اس ضِلع میں ترکاریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً بھنڈی۔ کدو۔ ٹینڈے۔ کریلے۔ گاجر۔ گھیا۔ شلغم۔ مولی۔ پیاز۔ ازوی۔ کھیرا۔ ککڑی وغیرہ۔ یہ سب کھانے کے کام آتی ہیں۔ شہروں کے گرد ارائیں لوگ اب انگریزی ترکاریاں بھی لگاتے ہیں۔ جیسے مٹر۔ گوبی۔ آلو۔ اور اِن کی شہروں میں ہی بِکری ہوتی ہے۔

میوہ

چند برسوں سے لوگوں نے عُمدہ عُمدہ میوہ جات

کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اور باغات بھی اس ضلع میں آگے کی نسبت بہت ہو گئے ہیں۔ گاؤں میں بھی کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا جس کے گرد و آم۔ جامن۔ بیری یا سنگترے کے درخت نہ لگے ہوں۔ گجرات میں کیلے بہت ہوتے ہیں لیکن کچھ اچھے عمدہ نہیں ہوتے۔ انگور۔ امرود۔ لوکاٹ۔ لیمو۔ چکوترا۔ انار اس ضلع کے میوے ہیں۔

تھوہر ضلع سیالکوٹ میں عام ہے۔ اکثر کھیتوں کے گرد اسے لگا دیتے ہیں۔ تاکہ کوئی جانور یا آدمی اس کے کانٹوں کے خوف سے اندر نہ جا سکے۔

عام درخت

آم۔ لسوڑا۔ بیر۔ شیشم یعنی ٹاہلی۔ کیکر۔ پھلاہی۔ بڑ۔ سرس۔ بکائن[1]۔ توت۔ جامن۔ پیپل اس ضلع کے عام درخت ہیں۔ گجرات میں نیم۔ تن۔ سنبل۔ بانس۔ کھجور۔ چنار وغیرہ بھی ہوتے ہیں۔ آم۔ بیر۔ کیکر۔ ٹاہلی۔ توت۔ کی لکڑی عمارت میں بہت برتی جاتی ہے۔ پھلاہی کی پتلی پتلی شاخوں کو کاٹ کر داتن بناتے ہیں۔ بڑ اور پیپل بڑے گھنے درخت ہوتے ہیں۔ ان کے اوپر سینکڑوں چڑیاں رہتی ہیں۔ اور ان کے پھلوں سے اپنا پیٹ بھرتی

[1] پنجابی زبان میں سرس کو سریں اور بکائن کو دھریک کہتے ہیں۔

ہیں۔بڑ کی ڈاڑھی تم نے دیکھی ہوگی۔کیسی رسیوں کی طرح اُوپر سے زمین کی طرف لٹکی ہوئی ہوتی ہے۔یہ شاخیں زمین میں آکر پھر پھوٹ پڑتی ہیں۔اسی طرح ہوتے ہوتے اِس درخت کا پھیر بہت بڑا ہو جاتا ہے۔اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے۔کہ اِس کی چھاؤں میں سو سو دو دو سو سوار مع گھوڑوں کے دھوپ سے آرام کر سکتے ہیں بڑ کے پتے کو جب توڑو۔اِس میں سے سپید سپید پانی نکلتا ہے۔ اِسے بڑ کا دُودھ کہتے ہیں۔یہ دوائی کے کام آتا ہے۔جامن کی لکڑی کمزور ہوتی ہے۔بکائن اور نیم کے پتوں کی صورت آپس میں ملتی جلتی ہے۔نیم کا درخت جہاں ہوتا ہے۔کہتے ہیں۔کہ وہاں کی ہوا اچھی ہوتی ہے۔اِس کے پتوں کو اکثر گھونٹ کر پیتے ہیں۔پھوڑا پھنسی پھر نہیں نکلتے۔

جنگل اور رکھیں

اِس ضلع میں کوئی بھی قطعہ ایسا نہیں۔جس کو ہم جنگل کہ سکیں۔جو جنگل کسی زمانے میں یہاں ہوا کرتے تھے۔وہ اب صاف کرائے گئے ہیں۔یہاں صرف تین رکھیں ہیں۔وڈوالے والی رکھ تحصیل پتھرودر میں۔چنیاکے والی رکھ جس میں گھاس

بہت ہوتی ہے۔ اور چھاؤنی سیالکوٹ کے گھوڑوں وغیرہ
کے واسطے کام آتی ہے۔ تیسری ڈھینگ اقوالی کی رکھ ہے۔
اس میں سانسی آباد کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ پہلے اکیلے
دکیلے کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ اور اسی کو اپنا پیشہ سمجھتے
تھے۔ اب سرکار نے ان کو زمینیں اس رکھ میں عطا کی
ہیں۔ اس کو بوتے ہیں۔ اور بھل منساہت سے گزارہ کرتے
ہیں ٭

بیلے

رکھوں کے علاوہ چناب کے کنارے کئی بیلے ہیں۔
ان میں گھاس اور سرکنڈے بہت پیدا ہوتے ہیں۔
دریا کے بیچ میں کئی ٹاپو ہیں۔ ان پر دب۔ بتی۔ پلچھی۔
کاہی اور کئی قسم کی موٹی گھاس افراط سے ہوتی ہے۔
دب چھپروں کے کام آتی ہے۔ پلچھی کے ٹوکرے بناتے ہیں۔
اور کاہی سے قلمیں جس سے تم روز لکھتے ہو ٭

پیداوار کانیں

زمین سے ہر طرح آدمی کو نفع حاصل ہے۔ اس
کے اوپر اناج پیدا ہوتا ہے۔ درخت اگتے ہیں۔ مگر
ان کے سوا اور بھی کئی چیزیں ہمیں اس سے حاصل
ہوتی ہیں۔ جو اس کی سطح پر پیدا نہیں ہوتیں۔ مگر
اس کے اندر دبی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسی چیزوں کو جو

زمین میں سے نکالی جاتی ہیں۔ دھاتیں یا معدنیات کہتے ہیں۔ مثلاً لوہا۔ تانبا۔ چاندی۔ نمک وغیرہ۔ اِس ضلع میں تو ایسی کوئی قیمتی چیز نہیں نکلتی۔ سیالکوٹ کی چھاؤنی کے اِردگرد کئی گاؤں کے قریب عمدہ قسم کا کنکر پایا جاتا ہے۔ یہ بہت کام آتا ہے۔ اِس کو سڑکوں پر کوٹتے ہیں۔ سڑکیں پکی بناتے ہیں۔ پکی سڑک پر بڑی آسانی سے اِن پر چل سکتا ہے۔ اور جلاکر چونا بناتے ہیں۔ جو عمارتوں کے کام آتا ہے۔

۹۔ مٹی

شہراہ والے چھمب سے ایک قسم کی مٹی نکلتی ہے۔ جس کو وتی کہتے ہیں۔ اِس کے برتن وغیرہ عمدہ بنتے ہیں۔

۱۰۔ شورہ

جہاں پرانے کھیڑوں کے ٹیلے ہیں۔ وہاں کی زمین پر سفید سفید شورہ جما ہُوا ہوتا ہے۔ اِس کو کھرچ کر صاف کر لیتے ہیں۔ یہ دوائیوں میں۔ آتشبازی میں اور کئی کاموں میں برتا جاتا ہے۔

جانور

رات ہو چکی۔ دِن نکل آیا۔ اُٹھو اور دیکھو پرندوں کی راگنیاں کیا دِل کو بھاتی ہیں۔ بچھی والا اپنے ریوڑ کو باہر نکال اُنھیں چرنے کے واسطے لے جا رہا ہے۔

گھوسی۱؎ رکھتے ہیں۔ گائے بھینس کا دودھ دوہ رہے ہیں۔ خدا نے جانور بھی عجب چیز بنائے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے۔ تو جنگل سونے پڑے رہتے۔ باغوں کی رونق جاتی رہتی۔ اور کبھی فائدے جو اب ہمیں پہنچتے ہیں۔ نہ پہنچتے۔ دُنیا کے پردے پر کوئی جگہ ایسی نہیں۔ جو اِن سے خالی ہو۔ جہاں جاؤگے۔ کوئی نہ کوئی قسم ضرور ہی موجود ہوگی۔ ضلع سیالکوٹ میں بھی گائے۔ بھینس۔ گھوڑے۔ گدھے۔ خچر۔ اُونٹ۔ بکری۔ بھیڑ سب موجود ہیں۔ جن کو لوگ اپنے آرام کے واسطے پالتے ہیں۔ مگر اِس ضلع میں گھاس کی بڑی قلت رہتی ہے۔ اور کِسانوں کو مویشیوں کا چارا آپ بونا پڑتا ہے۔ اِس میں بہت سی زمین رُک جاتی ہے۔ پھر بھی ضرورت رفع نہیں ہوتی۔ اور جون۔ جولائی۔ دسمبر۔ اور جنوری کے مہینوں میں چارے کا بہت ٹوٹا رہتا ہے ٭

جنگلی جانور

جنگلی جانور اِس ضلع میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔ کِسی زمانے میں تو بھیڑیوں کے غولوں کے غول یہاں پھرا کرتے تھے۔ مگر اب کہیں کہیں دیکھنے میں آتے ہیں ٭

۱؎ پنجابی میں گھوسی کو گُجر کہتے ہیں ٭

سانپ

سانپ بڑا موذی جانور ہے۔ کروڈیا اور سنگ چوڑیہ دو قسم بڑے زہریلے ہیں۔ رچنہ اور پسرور کی تحصیل میں زمین کے جو قطعے کلر ہیں۔ ان میں بہت پائے جاتے ہیں ۔

ہرن خرگوش لومڑی گیدڑ

ہرن اور جنگلی سور اور خرگوش اس ضلع میں بہت کم ہیں۔ خرگوش صرف چناب کے کنارے بیلوں میں رہتے ہیں۔ لومڑی اور گیدڑوں کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہیں۔ ضلع کا کوئی حصہ نہیں۔ جہاں یہ نہ ہوں۔ مگر سب سے بڑھ کر سیالکوٹ اور گورداسپور کی سرحد پر چناب کے کنارے اور بجوات میں۔ سانسی اور پکھی وارے ان کا خوب شکار کرتے ہیں۔ کتے اس کام میں ان کو بڑی مدد دیتے ہیں ۔

پرندے

چرندوں کے بیان کے بعد کچھ پرندوں کا ذکر بھی یہاں مناسب ہے۔ جھیلوں میں اور دریاؤں کے کنارے اور ٹاپوؤں میں آبی پرندے مثل بطخ۔ ہنس کے بکثرت اور کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ [illegible] بارہ مہینے رہتی ہے۔ تیتر کم ہوتا ہے۔ اور بٹیر ستمبر سے نومبر تک بے تعداد ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جنگلی کبوتر۔ گدھ۔ بیا۔ بلبل۔ مچھرنگا۔

باز - اُلّو - ابابیل - طوطا - تلیا - چیل - کوّے اِفراط سے ہوتے ہیں ؂

مچھلیاں — اِس ضِلع میں مچھلیاں بہت نہیں پکڑی جاتیں۔ صِرف گھگّو وال میں جو چناب کے کنارے ہے۔ ماہیگیر رہتے ہیں۔ روہو - سنگھاڑا - مہاشیر - جھمب - ڈوڈو - ڈمرا وغیرہ کئی قِسم کی مچھلیاں عام ہوتی ہیں ؂

آب و ہوا

شہریوں اور دیہاتیوں میں فرق — تم دیکھتے ہو - کہ شہروں کے رہنے والے گاؤں کے رہنے والوں کی نِسبت اکثر کمزور ہوتے ہیں۔ جو لوگ باہر رہتے ہیں - اُن کے بدن میں طاقت۔ چِہرے پر رونق اور ہاتھ پاؤں میں پھُرتی ہوتی ہے - اگر بوجھ اُٹھانا ہو - تو تیار ہیں - کہیں جانا ہو - تو دوڑنے کو مُستعِد ہیں - شہر والوں کے چِہرے زرد - بدن کمزور اور نزاکت میں ڈھلے رہتے ہیں - اگر کچھ اُٹھانا ہو - تو دُوسرے کا مُنہ تاکینگے - اور اگر کِسی جگہ جانے کی ضرورت ہوگی - تو سواری منگوائینگے - جِتنا بڑا شہر ہوگا - اُتنے ہی وہاں کے رہنے والے عموماً کمزور ہونگے - تم جانتے ہو - کہ آدمی کا زور اور یا

کمزور ہونا کئی باتوں پر منحصر ہے۔ خوراک پر۔ ورزش پر۔ مگر سب سے بڑھ کر آب و ہوا پر۔ شہر میں رہ کر تم کیسی ہی اچھی غذا کیوں نہ کھاؤ۔ اور کیسی ہی ورزش کیوں نہ کرو۔ وہ بات جو گاؤں کے رہنے والوں کو حاصل ہے۔ کبھی نصیب نہ ہوگی۔ شہر کے رہنے والے جاٹوں کی نسبت غذا اچھی کھاتے ہیں۔ مگر پھر بھی طاقت میں اُن کے برابر نہیں ہوتے۔ اِس کی اصلی وجہ یہ ہے۔ کہ جنگل کی ہوا شہر کی ہوا کی نسبت عمدہ اور تازی ہوتی ہے۔ شہروں میں ہوا بدبو سے خراب ہو جاتی ہے۔ مگر باہر ایسی خراب نہیں ہوتی۔ پانی کا بھی یہی حال ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں کنوؤں کا پانی کئی باعث سے بگڑ جاتا ہے۔ جس جگہ کا پانی اور ہوا اچھی ہو۔ کہتے ہیں۔ کہ اُس جگہ کی آب و ہوا اچھی ہے ؂

ضلع سیالکوٹ کی آب و ہوا

ضلعوں کی آب و ہوا کا ویسا ہی حال ہے۔ جو گاؤں یا شہروں کی آب و ہوا کا۔ بعضے ضلعوں کی آب و ہوا اچھی ہوتی ہے۔ اور بعضوں کی خراب۔ مگر خدا کا شکر کرنا چاہئے۔ کہ ضلع سیالکوٹ کی آب و ہوا عموماً اچھی ہے۔ اور سال بھر میں آٹھ مہینے تو موسم

نہایت معتدل رہتا ہے۔ شہر سیالکوٹ میں تو یہ حال رہتا ہے۔ کہ جب جون اور جولائی کے دنوں میں گرمی بڑی سخت پڑتی ہے۔ اس وقت یہاں کی رعیت اگر پہاڑ پر بیٹھ بس جائے۔ تو بڑی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ اگست۔ اور ستمبر کے مہینوں میں ہوائیں جو پہاڑ سے آتی ہیں۔ گرمی کو کم کر دیتی ہیں۔

بیماریاں

موسمی بخار۔ چیچک۔ اسہال اور پتھری یہاں کی عام بیماریاں ہیں۔ گجرات کے علاقے کی آب و ہوا سارے ضلع میں خراب ہے۔ پہاڑ کے نیچے رہنے والوں کے گلے اکثر پھولے ہوئے تم نے دیکھے ہونگے۔ اس بیماری کو گلڑ کہتے ہیں۔

تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ تمام قسم کی بیماریاں ہماری اپنی غفلت اور قدرت کی نافرمانبرداری کی سزا ہوتی ہیں۔ اگر وقت پر سب کام کریں۔ صحت بخش کھانا کھائیں اور اپنے بدن کو ہمیشہ موسم کے موافق کپڑوں سے ڈھانکیں اور اپنے چال و چلن کو بھی درست رکھیں۔ تو بہت سی بیماریاں جو اب ہمیں ستاتی ہیں۔ ہمارے پاس نہ پھٹکیں۔

باشندے

ضلع کے جغرافیہ کا بہت بڑا حصّہ ہم تمہیں پڑھا چکے ہیں۔ دریا۔ نالے۔ زمین۔ پیداوار اور آب و ہوا کا کچھ مختصر حال سُنا چکے ہیں۔ لیکن غور کرو۔ کہ یہ سب کچھ کس کام آتا۔ اگر ہم تم نہ ہوتے۔ اگر دُنیا اُجڑی رہتی۔ تو ساری باتیں نکمّی تھیں۔ سُہاونا جنگل دیکھ کس کی آنکھوں میں طراوت پہنچتی۔ پرندوں کے چہچہے سُنکر کس کے کانوں کو لذّت حاصل ہوتی۔ پانی کی نہر اور اس کے کنارے کی ٹھنڈی چھاؤں کا لطف کون اُٹھاتا۔ اناج کون بوتا۔ اور کون کاٹ کر اپنا پیٹ بھرتا۔ القصہ یہ سب نعمتیں ہماری خاطر خدا نے پیدا کی ہیں ؛

دُنیا کے ہر حصّے میں آدمی رہتے ہیں۔ ہاں کہیں بہت۔ کہیں تھوڑے۔ بچے کرشن ! بتاؤ تمہارے ضلع میں کتنے آدمی رہتے ہیں ؟ جناب ۱۰۱۲۱۴۸۰۔ لو آج ہم انہی کا ذکر کرینگے ساری جماعت غور سے سُنو ؛

اِس ضلع کے بہت سے رہنے والے ہندو مسلمان اور سِکھ ہیں۔ اِن کے سوا اور مذہبوں یا فرقوں کے لوگ

بھی آباد ہیں۔ مگر وہ اِتنے بھی نہیں۔ جتنا آٹے میں نُون۔

ذاتیں

شاید تم جانتے ہوگے۔ کہ ہندوؤں میں کئی ذاتیں ہوتی ہیں۔ جیسے برہمن۔ کھتری۔ راجپوت۔ اروڑے۔ لبانے۔ جاٹ۔ چمار وغیرہ۔ اور مسلمانوں میں شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان وغیرہ۔ اِس ضلع میں مسلمان سب سے زیادہ ہیں۔ ہندو دُوسرے درجے پر اور سکھ تیسرے درجے پر۔

مسلمانوں کے مذہبی فرقے

مسلمانوں کے مذہب کے تین بڑے فرقے ہیں۔ سُنّی۔ شیعہ اور اہلِ حدیث۔ سُنّی مسلمان اِس ضلع میں بہت رہتے ہیں۔ کُل دس لاکھ کی آبادی میں سوا چھ لاکھ ہیں۔ شیعہ ضلع سیالکوٹ میں تھوڑے اور اہلِ حدیث بہت ہی کم ہیں۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ ارائیں۔ میراثی۔ خوجے۔ موچی۔ تیلی۔ جولاہے۔ یہ سب مسلمان ہیں۔ اِن میں سے سید محمدؐ صاحب کی اولاد ہیں۔ اِس واسطے اِن کی بڑی تعظیم کی جاتی ہے۔ خوجے۔ کشمیری۔ مسلمان موچی۔ تیلی۔ جولاہے۔ مسلمان دھوبی۔ لُہار۔ ترکھان۔ کمہار۔ نائی وغیرہ سب پہلے ہندو تھے۔ پیچھے مسلمان ہوئے ہیں۔ بہت سے جاٹ اور راجپوت بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور کچھ تھوڑے سے ہندو رہ گئے ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ مذہب کے بدلنے سے ذات

نہیں پڑتی - یعنی جو جاٹ جنہوں نے مذہب چھوڑ کر مسلمان بن
گئے ہیں یہ اُن کی ذات بھی جاٹ ہے ۔ اِس ضلع میں
ڈھائی لاکھ سے زیادہ جاٹ بستے ہیں - یہ عموماً کھیتی کرتے
ہیں - یہ لوگ رنگ کے سانولے اور بڑے مضبوط ہوتے ہیں ۔

جاٹنیاں بھی اپنے مردوں کی طرح لمبی قد آور اور مضبوط
ہوتی ہیں - صبح اُٹھتے ہی گائے - بھینس کو دوہتی ہیں - دودھ
بلوتی ہیں - گوبر کے اُپلے تھاپتی ہیں - روٹی پکا اپنے گھر والوں
کے واسطے کھیت میں لے جاتی ہیں - تم نے شہر کی عورتوں
کو دیکھا ہوگا - یہ اُن کے مقابلے میں کیسی مریل نظر آتی
ہیں - چہرے پر زردی - ہاتھ پاؤں دُبلے - دو قدم چل کر
تھک جاتی ہیں - جاٹنیاں اپنی محنت کے سبب تندرست
اور تر و تازہ رہتی ہیں - اور اِسی کی بدولت اُن کی صحت
اچھی رہتی ہے - جاٹوں کے بڑے بڑے فرقے یہ ہیں - باجوے -
گھمن - چیمے - سندھو - گورائے - کہلوں - ساہی - دیو - ناگری - تلسی
اور منڈل - اِن میں سے اکثر اپنے آپ کو اصل میں
راجپوت بتاتے ہیں - اصل راجپوتوں کے بڑے بڑے فرقے
یہ ہیں - بھٹی - چوہان - سلہریے - منہاس اور رگھبنسی ۔ ضلع
سیالکوٹ میں سب سے زیادہ گاؤں جاٹوں کے ہیں - اِن

سے آکر راجپوتوں کے۔ اوانوں کے بھی ۱۰۱ گاؤں ہیں۔ یہ
سب مسلمان ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اصل میں یہ غزنی
سے آئے تھے۔ جو کہ افغانستان میں ہے۔ ان کے علاوہ
لبانے۔ گوجر۔ کھتری۔ برہمن۔ شیخ اور سید بھی کئی گاؤں کے
مالک ہیں ۔

پیشے اور تجارت

خدا نے آدمی کو اس واسطے نہیں بنایا۔ کہ پتھر کی طرح
پڑا رہے۔ اور کچھ کام نہ کرے۔ بلکہ ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھیں
اسی واسطے دی ہیں۔ کہ ان کے ذریعے سے کچھ محنت
کرے۔ اپنا پیٹ پالے۔ اور اپنے جورو بچوں اور دوسروں کو
بھی دے۔ ہم سب کا یہ فرض ہے۔ کہ اپنے واسطے آپ
کچھ نہ کچھ کریں۔ اور دوسرے کا ہاتھ تکتے نہ رہیں۔ بہت
سے آدمی تو بیشک ایسا کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ
بہت سے اپنا وقت حقہ پینے۔ تاش کھیلنے یا بیہودہ گوئی
میں ضائع کرتے ہیں۔ اور بعضے ان سے بھی بڑھکر دن
کو تو گلیوں میں صحن ڈے مانگ کھاتے ہیں۔ اور رات کو
چوری کرتے ہیں۔ ان سب کو چھوڑ کر ہم ان بھلے مانسوں

کا ذکر تمہیں سنائینگے - جو خدا کے حکم کو سر پر رکھ کوئی نیک کام کرتے ہیں - اپنا ہنر دکھاتے ہیں - اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ❊

کاغذ سیالکوٹی کاغذ تم روز ہی دیکھتے ہو - یہ یہیں بنایا جاتا ہے - اور چونکہ پہلے پہل یہیں تیار ہوا تھا - اس لئے اب چاہے - کسی اور جگہ بھی بنے - تو بھی اس کو سیالکوٹی ہی کہینگے - اس کا ٹھیک پتا معلوم نہیں - کہ کب سے یہ کار آمد شے یہاں بننے لگی - اور کس نے سب سے اوّل اسے رواج دیا - مگر عام خیال ہے - کہ قریبًا چھ سو برس سے یہ کام یہاں جاری ہے - کہتے ہیں - کہ جس شخص کو یہ فن آتا تھا - وہ اُسے کسی کو نہیں بتاتا تھا - اور ایک کاغذ ایک روپے کو دیا کرتا تھا - ایک دن ایسا اتفاق ہوا - کہ اس کے داماد نے چھپ کر اُسے بناتے دیکھ لیا - تب سے یہ فن پھیل گیا - اور اب ہزاروں اس کی بدولت کما کھاتے ہیں - نیکا پورہ - رنگ پورہ - اور ہیرانوالہ پورہ میں اس کے بڑے بڑے کارخانے ہیں - یہ تینوں گاؤں شہر سیالکوٹ کے قریب ہیں - ایک ندی ان کے پاس بہتی ہے - اور کاریگروں کا یہ خیال ہے - کہ اُن کے کاغذ کی

عمدگی اس کے پانی کی تاثیر پر منحصر ہے۔ سب سے بڑھیا
کاغذ کو جہانگیری کاغذ کہتے ہیں۔ کیونکہ پہلے پہل یہ جہانگیر
بادشاہ کی حسب فرمائش بنایا گیا تھا۔ یہ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔
اور عموماً مذہبی کتابوں کے لکھنے میں برتا جاتا ہے۔ سیالکوٹ
کا کاغذ۔ امرت سر۔ کشمیر اور کابل میں جاتا ہے +

کوٹلی لوہاراں

سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں کوٹلی لوہاراں ہے۔
اس کے نام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوہاروں کی
بستی ہے۔ یہ لوگ اپنے ہنر میں بڑے صاحب کمال
ہیں۔ ہاتھ سے ایسا کام بناتے ہیں۔ کہ انگریز لوگ حیران
رہتے ہیں۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا۔ کہ یہاں سکھوں کی
عملداری میں توپیں ڈھالی جاتی تھیں۔ تلوار۔ بندوق نہایت
عمدہ تیار ہوتی تھی۔ اب بھی بنوانے سے نہایت نفیس
اور کارآمد ہتھیار یہاں تیار ہوتے ہیں۔ یہاں کے لوہار
کوفت گری میں بڑے ماہر ہیں۔ لوہے پر سونے چاندی کا
کام کرنا کوفت گری کہلاتا ہے۔ چاقو۔ قلمدان۔ حقے کی
منہنالیاں اور بتی دان وغیرہ یہاں عمدہ بنتے ہیں +

دیسی کپڑا

ان بڑے بڑے کارخانوں کے علاوہ کل ضلع بھر
میں دیسی کپڑا مثل سوسی وغیرہ عمدہ بنا جاتا ہے۔

پھلکاریاں بہت خوبصورت کاڑھی جاتی ہیں۔ سیالکوٹ اور پسرور میں کپڑے کو چھاپتے ہیں۔ یہاں کی چھپائی بہت عمدہ ہوتی ہے۔ شالوں کے کنارے نارووال اور قلعہ سوبھا سنگھ میں بُنے جاتے ہیں۔ اور اب تھوڑی مدت سے سیالکوٹ میں گیند کھیلنے کے بلّے اور چھڑیاں ویسی ہی بننے لگی ہیں۔ جیسی انگریزی ۔ ڈسکے اور نارووال کے پیتل کانسی کے برتن پنجاب بھر میں مشہور ہیں ۔

تجارت

شہر سیالکوٹ اس ضلع کی بڑی منڈی ہے۔ نصف پیداوار کے قریب یہاں آتی ہے۔ کچھ حصہ ریل یا چھکڑوں میں لدکر پنجاب کے دوسرے شہروں میں جاتا ہے۔ چاول اور ہر قسم کا غلہ ملتان۔ لاہور اور راولپنڈی کو۔ اور گڑ راولپنڈی اور پشاور کو بھیجا جاتا ہے۔ سوسی علاقۂ جموں میں۔ لنگیاں پشاور میں۔ اور کھدر۔ کھیس وغیرہ پہاڑ پر جاتے ہیں۔ شالوں کے کنارے امرتسر کو روانہ ہوتے ہیں۔ پیتل کانسی کے برتن جو ڈسکے۔ قلعہ سوبھا سنگھ اور نارووال میں بھی بنتے ہیں۔ گوجرانوالہ۔ لاہور اور امرتسر میں جا کر فروخت ہوتے ہیں۔ کوٹلی لوہاروں کا اسباب کوفت گری ہندوستان کے تمام حصوں میں جا کر بکتا ہے۔ یہیں کے

رہنے والے نچوڑ لے جاتے ہیں۔ اور اکثر بڑے بڑے شہروں میں انگریزوں کی کوٹھیوں کے گرد کندھے پر گٹھڑیاں رکھے ہوئے پھرتے نظر آتے ہیں۔ بٹے وغیرہ اور کئی قسم کا انگریزی اسباب جو اس ضلع میں تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح فروخت ہوتا ہے۔

سڑکیں وغیرہ

کل کا سبق پڑھ کر تمہارے دل میں ایک بات تو ضرور آئی ہوگی۔ کہ یہ سارا مال ایک جگہ سے دوسری جگہ کس طرح آتا جاتا ہے۔ گاؤں کے چھوٹے چھوٹے بیوپاری اپنا مال سر پر اٹھا یا ٹٹو پر لاد قصبوں یا شہروں میں لاتے ہیں۔ وہاں سے چھکڑوں میں لدکر باہر جاتا ہے۔ چھکڑے سڑک پر چلتے ہیں۔ اس ضلع میں کئی سڑکیں ہیں۔ مگر پکی صرف دو ہی اب تک بنی ہیں۔ ایک تو وزیر آباد کو جاتی ہے۔ دوسری جموں کو۔ ان کے سوا کچی سڑکیں بہت ہیں۔ ایک گوجرانوالے کو جاتی ہے۔ دوسری امرتسر کو۔ اور تیسری ایمن آباد کے راستے ضلع گوجرانوالہ میں سے ہوکر لاہور کو۔ چوتھی گجرات کے رستے کشمیر کو۔ پانچویں

گورداسپور اور چھوٹی ڈلہوزی پہاڑ کو۔یہ پہاڑ ضلع گورداسپور
میں ہے۔اکثر انگریز گرمی کے موسم میں وہاں چلے جاتے
ہیں ٭

ریل

تھوڑی مدت سے ایک ریل کی سڑک تیار ہوئی ہے۔
جو وزیر آباد سے نکلتی ہے۔اور سودھرے۔سمبڑیال۔اگو کی
ہوتی ہوئی یہاں سے جموں تک جاتی ہے۔سودھرہ اور
وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہیں۔ریل عجب چیز ہے۔گھنٹے
میں بیس بیس تیس تیس میل چلی جاتی ہے۔راستے میں
نہ چور کا خوف۔نہ لٹیرے کا ڈر۔مزے سے سوتے چلے جاؤ۔
جہاں اترنا ہو۔وہیں اٹھ کھڑے ہوئے ٭

ڈاکخانہ

ڈاک گھر سے لوگوں کو خاص کر تاجروں کو بڑا فائدہ
ہے۔جب چاہو۔ایک پیسہ خرچ کرکے چٹھی بھیج دو۔
ڈاک میں روپیہ بھیج بھی سکتے ہو۔اور جمع بھی کرا سکتے
ہو۔اور باہر سے بھی چیزیں منگا سکتے ہو۔غرض اس کے
ہونے سے رعیت کو بڑا آرام ہے۔مگر ڈاک گھر اور ریل
دونو سے بڑھ کر تار ہے۔سینکڑوں کوس کی خبر دم بھر میں

تار

مل سکتی ہے۔ایک تار تو ریل کے ساتھ ساتھ وزیرآباد
کو گیا ہے۔دوسرا پشاور کو ٭

دریاؤں کی بدولت بھی تجارت میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ مال ایک جگہ سے دوسری جگہ کشتیوں میں جاتا ہے۔ چناب میں بارہ مہینے کشتیاں چلتی رہتی ہیں۔ اور راوی میں صرف اپریل سے جولائی تک۔ دریائے راوی کے گھاٹ ضلع امرتسر کے ماتحت ہیں۔ دریائے چناب پر یہ گھاٹ ہیں۔ خوجہ چک۔ پل۔ بیلی۔ کنگ وال۔ کوڑی۔ ماڑی۔ کھو وال۔ بھنڈیالی۔ سودھرہ۔ کھاتو بھاؤ۔

تعلیم

تمہارے پہلے سبق اس مضمون کے تھے۔ کہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے کرتے کیا ہیں۔ کھاتے کیا ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب ان کی صرف ایک بات بتائی باقی رہ گئی ہے۔ اچھا نبی بخش! یہ تو بتاؤ۔ کہ تم کس واسطے پڑھتے ہو؟ جناب اس واسطے۔ کہ پڑھ کر نوکری کریں۔ بس صرف اسی واسطے؟ ہاں جناب میرا باپ روز یہی کہا کرتا ہے۔ کہ جب میں بڑا ہونگا۔ سرکاری نوکری کرونگا۔ بیشک سرکاری نوکری کرنا کوئی بری بات نہیں۔ مگر یاد رکھو۔ کہ علم صرف نوکری ہی کی غرض سے نہیں حاصل کرنا چاہیئے۔ علم حاصل کرنے سے عقل تیز ہوتی ہے

پڑھنے کے فائدے

نئی باتیں سوجھتی ہیں۔ بُری باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کو ترک کر دیتے ہیں۔ اچھی باتیں ہمارے دل پہ اثر کرتی ہیں۔ اور ہم اِن کو قبول کر لیتے ہیں۔ افسوس کہ لوگ تھوڑی کا ہی خیال کرکے لڑکوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ایک تعلیم یافتہ کاریگر اَن پڑھ کاریگر کی نسبت عمدہ کام بنا سکتا ہے۔

ضلع کے مدرسے

اِس ضلع میں لوگوں کی تعلیم کے واسطے کئی مدرسے جاری ہیں۔ قلعہ سوبھا سنگھ۔ پسرور۔ ڈسکہ۔ سمبڑیال۔ جامکے۔ ظفروال۔ ستراہ۔ کوٹلہ شیخ گڑھ میں امتحان مڈل تک پڑھائی ہوتی ہے۔ جامکے۔ ظفروال اور پسرور میں انگریزی بھی پڑھائی جاتی ہے۔ اِن کے علاوہ ۱۰۶ سے زیادہ لڑکوں کے پرائمری مدرسے اور ۴۰ کے قریب لڑکیوں کے مدرسے ہیں۔ خاص شہر سیالکوٹ میں دو مشن سکول یعنی پادریوں کے مدرسے ہیں۔ جن میں درجہ انٹرنس تک انگریزی کی تعلیم ہوتی ہے۔ اِن دونوں مشن سکولوں کے سوا اِس شہر میں ۱۸۹۸ع سے ایک میونسپل بورڈ سکول جاری ہوا ہے۔ جس میں انگریزی میں امتحان انٹرنس تک تعلیم دیجاتی ہے۔ نارووال میں بھی ایک

مشن سکول ہے - ایک سنسکرت کا پاٹ شالہ سیالکوٹ میں قائم ہے - وہاں صرف زبان سنسکرت کی تعلیم ہوتی ہے - چھاؤنی سیالکوٹ میں انگریزوں کی لڑکیوں کا ایک مدرسہ ہے - علاوہ اِس کے کئی پرائمری مدرسے پادریوں کی طرف سے مقرر ہیں - جن میں اکثر چوہڑے - چمار وغیرہ پڑھتے ہیں ؛

اِنتظام

ڈپٹی کمشنر

یہ سارا ضلع ایک انگریز اعلےٰ افسر کے ماتحت ہے - جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر کہتے ہیں - اُس کی مدد کے لیئے ایک دو اسسٹنٹ کمشنر اور دو تین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہتے ہیں - ضلع کے مقدمے یہ افسر فیصلہ کرتے ہیں - ایک اِن میں سے خزانے کا افسر ہے - جو سرکاری روپے کا حساب رکھتا ہے - اِس ضلع میں پانچ تحصیلیں ہیں - جن کے نام تمہیں پہلے بتا دیئے گئے تھے ؛

تحصیلدار و نائب تحصیلدار

ہر ایک تحصیل میں ایک دیسی افسر رہتا ہے - جس کو تحصیلدار کہتے ہیں - اِس کے سپرد کئی کام رہتے ہیں - مگر مُعاملہ جمع کرنا اِس کا بڑا کام ہے - ہر ایک تحصیل میں تحصیلدار کے سوا ایک اور بھی عُہدہ دار رہتا ہے - یہ لوگوں کے لین دین کے جھگڑے چکاتا ہے - اِسے منصف

کہتے ہیں۔

دیہات کا انتظام - ذیلدار اور نمبردار

ایک ایک تحصیل میں کئی کئی ذیلیں ہوتی ہیں۔جن کا علیحدہ علیحدہ ذیلدار ہوتا ہے۔ ایک ذیل میں کئی گاؤں ہوتے ہیں۔اور ہر ایک گاؤں کا ایک یا ایک سے زیادہ نمبردار ہوتا ہے۔جو اپنے گاؤں کا معاملہ اکٹھا کرکے سرکاری خزانے میں داخل کرتا ہے۔ نمبردار کے ماتحت پٹواری اور چوکیدار ہوتے ہیں۔پٹواری گاؤں کا حساب رکھتا ہے۔اور چوکیدار نگہبانی کرتا ہے۔

شہروں کا انتظام

بعض شہر یا قصبے میں ایک کمیٹی ہوتی ہے جس کو میونسپل کمیٹی یعنی شہر کی کمیٹی کہتے ہیں۔اس میں شہر کے رئیس اور وہ شخص شامل ہوتے ہیں۔ جن کو وہاں کے رہنے والے اپنی رائیں دیکر مقرر کردیں۔ اور سرکار بھی ان انتخاب شدہ ممبروں کے سوا ایک دو ممبر اپنی طرف سے مقرر کرتی ہے۔میونسپل کمیٹیوں کے ماتحت شہر یا قصبے کی صفائی۔ مدرسے۔ شفاخانے۔سڑک وغیرہ کا انتظام ہوتا ہے۔جیسا کہ سرکار اپنے اخراجات کے واسطے لوگوں سے معاملہ لیتی ہے۔اسی طرح کمیٹی بھی باشندوں سے کچھ روپیہ وصول کرتی ہے۔ اور اس روپے کو

چنگی کہتے ہیں - جب کوئی بیوپاری یا کوئی اور شخص کسی قسم کا نیا اسباب شہر کے اندر لے جاتا ہے - اُس وقت چنگی پرخ کے مطابق اُس سے لی جاتی ہے ٭

اس ضلع میں اِن مقاموں میں میونسپل کمیٹیاں ہیں - خاص سیالکوٹ - ڈسکہ - پسرور - قلعۂ سوبھا سنگھ - ظفروال - جامکے - نارووال ٭

تحصیل سیالکوٹ

ضلع سیالکوٹ کا شمالی قطعہ اس تحصیل میں شامل ہے -

قصبات: اس تحصیل میں بڑے بڑے مقام یہ ہیں سیالکوٹ - اُگوکی - چیتی شیخاں - چپراڑ - کوٹلی لوہاراں - گھنو وال - گوندل - سید پور - پھکلیان اور باوا لکھن ٭ پھکلیان کی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے - باوا لکھن میں کوڑھیوں کا شفاخانہ ہے - اُگوکی - چیتی شیخاں - چپراڑ - کوٹلی لوہاراں میں مدرسے ہیں ٭

شہر سیالکوٹ

ایک ندی کے شمالی کنارے پر یہ شہر واقع ہے - اس کے گرد کوئی شہر پناہ نہیں - خاص شہر میں قریب ۳۶ ہزار کے آبادی ہے - اور گرد نواح سمیت قریب ۴۶ ہزار کے ٭

شہر و نواح سیالکوٹ بڑا وسیع شہر ہے۔اور روز بروز پھیلتا جاتا ہے۔اِس کے مشرق کی طرف رنگ پور کاغذ کے کارخانے کے سبب مشہور ہے۔اور مغرب کی طرف میانا پورہ ہے۔شہر سے آدھ میل شمال مشرق کی طرف کچہری۔خزانہ۔پولیس لائن اور جیلخانہ ہے۔اور شمال کی طرف تقریباً ایک میل کے فاصلے پر چھاؤنی واقع ہے÷

ہیئت شہر خوبصورت ہے۔عمارتیں اچھی ہیں۔اور صفائی کا انتظام عمدہ ہے۔بڑے بڑے بازار فراخ ہیں۔اور اِن میں کنکر کُٹا ہُوا ہے۔یا اینٹوں کا فرش کیا ہُوا ہے۔ بازاروں کے دونو طرف موریاں ہیں۔کنک منڈی اور بڑا بازار یہاں کے عُمدہ بازار ہیں÷

اِس شہر میں بھاری بڑے ساہوکار ہیں۔تجارت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔سوسی اور کاغذ یہاں سے دِساور کو بہت جاتے ہیں÷

دمدمہ شہر کے بیچ میں ایک قدیمی قلعے کے کھنڈرات کھڑے ہیں۔یہ شہر میں سب سے اُونچا مقام ہے۔اِس پر کھڑے ہوکر اگر اِردگرد دیکھیں۔تو نظارہ نہایت ہی خوشنما نظر آتا ہے۔چاروں طرف درخت اپنا سبز لباس پہنے کھڑے

ہیں۔ باغ اور کھیت ایک عجیب سما دِکھاتے ہیں۔ قریب ہی ایک میل کے فاصلے پر چھاؤنی کی بارکیں واقع ہیں۔ اِن سب کے پیچھے تم ایک سفید ٹیلوں کی قطار بھی دیکھوگے۔ یہ کوہِ ہمالہ ہی ہے۔ جس کے برابر کوئی اونچا پہاڑ دُنیا میں نہیں۔ اِس کے اوپر سفید برف بارہ مہینے جمی رہتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ راجہ سلواہن نے یہ قلعہ بنایا تھا۔ اور سلواہن ہی کے نام سے اِس شہر کا نام ساالباہن پورہ ہُوا۔ جس کا بِگڑا کر سیالکوٹ بن گیا۔

پورن کا کنواں

یہ راجہ مشہور پورن بھگت کا باپ تھا۔ تم نے اکثر میراثیوں کو گلی کوچوں میں ہاتھ میں سارنگی لئے اور پورن کا قصہ گاتے سُنا ہوگا۔ اور کئی دفعہ اِس کی سوتیلی ماں لونا کی بدچلنی اور بیچارے پورن کی بدقسمتی پر افسوس ظاہر کیا ہوگا۔ جس کوئیں میں یہ مصیبت زدہ ڈالا گیا تھا۔ اب تک وہاں ہر تو چندے اتوار کو عورتیں نہانے جاتی ہیں۔ اِس کوئیں کا پانی بہت سرد ہے۔ اور اِس میں نہانے سے پھوڑے پھنسی اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ سیالکوٹ کے قریب کرول گاؤں میں واقع ہے۔ اور اِس کو پورن والا کنواں کہتے ہیں۔ [illegible] میں اِس

چھاؤنی میں پوربی سپاہیوں نے فساد مچایا تھا۔ اس وقت چھاؤنی کے انگریزوں نے اسی قلعے میں آکر پناہ لی تھی۔ یہ قلعہ ایک بلندی پر بنا ہوا ہے۔ اور اس کے نیچے اُن چند انگریزوں کی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ جو غدر میں مارے گئے تھے +

راجہ تیجا سنگھ نے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں یہاں کے بڑے جاگیر دار تھے۔ ایک بلند مندر تعمیر کروایا تھا۔ اس کا کلس اتنا بلند ہے۔ کہ شہر کی تمام طرفوں سے نظر آتا ہے۔ اکثر مسافر آکر اس مندر میں ٹھیرا کرتے ہیں +

بیر بابا نانک سکھوں کا مندر ہے۔ ہر سال بیساکھی کا میلہ یہاں بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ گورو نانک صاحب نے جو سکھ مذہب کے بانی گذرے ہیں۔ اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ یہاں متھرا سنگھ شہید کی سمادھ ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس مندر کے گنبد پر سونا چڑھوایا تھا۔ اور اس کے نام پر جاگیر کر دی تھی۔ جو اب بھی قایم ہے +

ڈیرہ بابا باؤلی صاحب بھی سکھوں کی مقدس جگہ

ہے۔ اِس کو ایک کھتری نے جس کا نام مُولا تھا۔ بنوایا تھا۔ یہ گُرو نانک کا چیلہ تھا۔

امام علی الحق

امام علی الحق صاحب کی خانقاہ بڑا قدیمی مکان ہے۔ اِس کی عمارت بڑی پختہ اور خوبصورت ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ شاہ دولہ نے اِس کو بنوایا تھا۔ محرم کے دِنوں میں یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے۔

مولوی عبدالحکیم کا مقبرہ

شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر مولوی عبدالحکیم کی قبر میانا پورہ میں واقع ہے۔ یہ مولوی صاحب اورنگ زیب بادشاہ کے زمانے میں بڑے مشہور صاحبِ عِلم گزرے ہیں۔ اِن کا کتبخانہ بڑا بھاری تھا۔ شہر کے جنوب مغرب کی طرف ایک بڑا تالاب ہے۔ یہ بھی جیسا

تالاب

کہ لوگ کہتے ہیں۔ انہوں ہی نے بنوایا تھا۔ آج کل اِس میں لوگ اکثر نہاتے ہیں۔ اِس کے سوا ایک اور بھی تالاب یہاں واقع ہے۔ یہ ابھی تعمیر ہُوا ہے۔

شاہ دولہ کا پل

ایک ندی پر شاہ دولہ کا پُل مضبوط اور قابلِ تعریف بنا ہُوا ہے۔ اِس علاقے میں ایسے کئی پُل موجود ہیں۔ شاہ دولہ ایک صاحبِ کمال فقیر تھے۔ اِن کو ایسے مفید کام بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ ہزاروں چیلے

اور راج مزدور ان کاموں پر لگے رہتے تھے۔ خاص شہر گجرات میں ان کی خانقاہ ہے۔

عمارات سرکاری و غیرہ

شہر سیالکوٹ میں تحصیل۔ تھانہ۔ آبکاری۔ شفاخانہ اور پولیس لائن سرکاری مکان ہیں۔ اس کے سوا پادریوں کا مدرسہ اور چار لڑکیوں کے مدرسے بھی یہاں قائم ہیں۔ ڈاک خانہ۔ ریل کا سٹیشن اور تارگھر شہر کے قریب واقع ہیں۔ شہر کے مشرق کی طرف دو سرائیں مسافروں کے آرام کے واسطے بنی ہوئی ہیں۔ ایک کا نام شیخ سوداگر کی سرائے اور دوسری کا نام ہلدو کی سرائے ہے۔ ذیلداروں یا گاؤں کے رئیسوں کے آرام کے واسطے جو کبھی کبھی یہاں آتے ہیں۔ ایک ذیل گھر موجود ہے۔ اور اس کے متعلق ایک غریب خانہ ہے۔ جہاں فقیروں کو روٹی تقسیم ہوتی ہے۔ اس شہر میں چھاپے خانے بھی ہیں۔ جہاں سے چار اخبار بھی نکلتے ہیں۔

چھاؤنی

شہر کے شمال کی طرف ایک بڑی وسیع چھاؤنی ہے۔ جو ایک بلندی پر قائم ہے۔ اس کے چاروں طرف کھیت ہی کھیت نظر آتے ہیں۔ اس کے اتر کی طرف نالہ ایک اور دکھن کی طرف بھیڈ بہتے ہیں۔ یہ چھاؤنی نہایت

خوبصورت ہے۔ پانچ میل لمبی اور تین میل چوڑی ہے۔ ہر ایک کوٹھی کا احاطہ بڑا وسیع ہے۔ اور اکثروں میں ہرے بھرے باغ کھڑے ہیں۔ بہت ہی کم سڑکیں ایسی ہیں۔ جن کی دونو طرف درختوں کی قطار نہیں۔ سرکاری باغ بڑا وسیع ہے۔ چھوٹے بڑے سب اس میں ٹہلنے کو جاتے ہیں۔ ڈاک گھر۔ تار گھر۔ ڈاک بنگلہ جہاں انگریز مسافر آ کر اترتے ہیں۔ اور ۳ گرجا یہاں کی سرکاری عمارتیں ہیں۔

تحصیل ڈسکہ

ضلع کا مغربی حصہ اس تحصیل میں شامل ہے۔ یہ تحصیل ۱۸۶۵ء میں تخفیف کی گئی تھی۔ اور ۱۸۵۲ء سے پھر قائم کی گئی ہے۔ اس تحصیل میں ڈسکہ۔ جامکے۔ میترانوالی۔ سمبڑیال۔ گھرڈتل۔ وڈالہ سندھواں بڑے بڑے مقام ہیں۔

ڈسکہ

قصبۂ ڈسکہ جس کو ڈسکہ کلاں یعنی بڑا ڈسکہ کہتے ہیں۔ سیالکوٹ سے ۱۲ میل جنوب مغرب کی طرف ہے۔ چھوٹا ڈسکہ جس کو کوٹ ڈسکہ کہتے ہیں۔

اس سے آدھ میل کے قریب ہے۔ اور ان کے درمیان گوجرانوالے کی سڑک گزرتی ہے۔ دونو ڈسکوں کی آبادی ساڑھے ۵ ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔

ڈسکہ کی وجہ تسمیہ

ڈسکہ ایک قدیمی قصبہ ہے۔ لیکن اس کے قدیمی حالات کی بابت کچھ معلوم نہیں۔ پرانے کاغذات میں جو قانونگوؤں کے پاس ہیں۔ اس کا نام شاہجہان آباد درج ہے۔ جس سے یہ بات اغلب معلوم ہوتی ہے۔ کہ اس کی بنا اسی بادشاہ کے وقت ڈالی گئی ہو۔ بعضوں کا گمان ہے۔ کہ چونکہ یہ زمین پہلے ڈس قوم کی تھی۔ اسلئے اس کا نام ڈسکہ ہوا۔ بعضے یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سیالکوٹ۔ پسرور۔ گوجرانوالہ اور وزیر آباد سے برابر دس دس کوس کے فاصلے پر ہونے سے اس کا نام ڈسکہ یعنی دس کوس والا پڑگیا ہے۔

شہر

یہاں دوکانداروں اور ساہوکاروں کے کئی پختہ مکان ہیں۔ آگے کی نسبت صفائی کا انتظام اچھا ہے۔ اور اکثر بازاروں اور گلیوں میں چند برسوں سے اینٹوں کا فرش بھی لگایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس جگہ چونگی کی آمدنی بہت تھوڑی ہے۔ بہت کچھ نہیں کیا جا سکتا۔

عمارات دیکھنے

تحصیل کے سوا یہاں میونسپل کمیٹی۔منصف کی کچہری۔مدرسہ۔شفا خانہ۔ڈاک گھر۔تھانہ اور ڈیل گھر ہیں۔سڑک کے کنارے ایک پکا تالاب ہے۔اور اس پر کچھ مکان مسافروں کے آرام کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔دوسرا پکا تالاب شہر کے مشرق کی طرف ہے۔جس پر بیساکھی کا میلہ لگتا ہے۔

پیشہ

ڈسکے میں پیتل۔تانبے کے برتن بہت تیار ہوتے ہیں۔اور سیالکوٹ۔گوجرانوالے اور کئی جگہ فروخت ہونے کے لیے جاتے ہیں۔

جامکے

جامکے ڈسکے سے چار میل شمال مغرب کو ہے۔کہتے ہیں۔کہ ایک شخص مسمّی جام نے جو ذات کا جٹ تھا۔ اس کی بنیاد ڈالی تھی۔

سمبڑیال

ڈسکے سے دس میل اتر کی جانب واقع ہے۔اس میں ریل کا سٹیشن ہے۔اس کے گرداگرد چھمپڑ بہت ہیں۔برسات میں جزیرہ بن جاتا ہے۔آبادی چار ہزار سے زیادہ ہے۔سمبڑیال سے دو کوس شمال مغرب کی

طرف چھمب گھگّھی بہت ہی گہرا ہے۔ اِس میں بڑی بڑی مچھلیاں ہیں÷

تحصیلِ پسُرور

یہ تحصیل ضِلع سیالکوٹ کے وسط میں واقع ہے۔ اِس میں پسُرور اور قلعۂ سوبھا سِنگھ قابلِ ذِکر مقام ہیں۔ اِس تحصیل میں کورے کے گاؤں سائیں گگّو شاہ کی خانقاہ پر اسوج یعنی ستمبر کے مہینے بڑا بھاری میلہ لگتا ہے۔ یہ سات دِن تک رہتا ہے۔ مویشیوں کی منڈی بھی لگتی ہے۔ جِس میں گھوڑوں کے سِوا اور سب قِسم کے جانور فروخت کے لِئے لائے جاتے ہیں÷

پسُرور

یہ شہر آبادی کے لحاظ سے ضِلع میں دُوسرے درجے پر ہے۔ آٹھ ہزار سے زیادہ آدمی یہاں رہتے ہیں۔ سیالکوٹ سے جنُوب کی طرف ۱۵ میل کے فاصِلے پر ہے۔ پسُرور شہر تو بہت پُرانا ہے۔ مگر کچھ ایسا رونق پر نہیں۔ مکانات اکثر پکّے ہیں۔ جِن میں سے امیروں کی حویلیاں بڑی مضبوط اور عُمدہ بنی ہوئی

ہیں۔اس کے گِرد کوئی شہر پناہ نہیں۔کئی بازاروں میں اینٹوں کا فرش ہے ✣

وجہ تسمیہ

کہتے ہیں۔کہ بابر بادشاہ کے وقت میں ایک باجوا جاٹ نے جس کا نام ستی کا تھا۔اس کو آباد کیا تھا۔اس حساب سے اس کی بِنا ڈالے کو ساڑھے تین سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں۔اس جاٹ نے مرتے وقت اپنے پروہت پرس رام کو اسے سنکلپ کر دیا۔جس سے اس کا نام پرسرور پڑ گیا۔اور جس کا بگڑ کر پسرور رہ گیا ✣

میراں برخوردار

میراں برخوردار صاحب کی خانقاہ پر ہر سال محرم کے دنوں میں بڑا میلہ ہوتا ہے۔کہتے ہیں۔کہ امام علی الحق صاحب نے جن کا مزار سیالکوٹ میں ہے۔اسے تعمیر کروایا تھا ✣

سرکاری عمارات

تحصیل کے سوا یہاں مدرسہ۔ڈاک گھر۔شفا خانہ۔تار گھر۔سرائے اور ذیل گھر ہیں ✣

تربوز کی منڈی

پسرور کے تربوز مشہور ہیں۔تمام اردگرد کے گاؤں سے یہاں غلّہ آ کر جمع ہوتا ہے۔اور پھر باہر جاتا ہے ✣

قلعۂ سوبھا سنگھ

حدود

پسرور سے ۵ میل اور سیالکوٹ سے ۲۲ میل جنوب مشرق کی طرف یہ قصبہ واقع ہے۔اس کی آبادی قریب ساڑھے چار ہزار کے ہے۔اس کے مکانات پکے ہیں۔ اور چوڑے بازاروں میں اینٹوں کا فرش کیا ہوا ہے ✤

تاریخ بنا

سو برس کے قریب ہوئے۔ایک شخص سردار باگھ سنگھ نے اس کی بنا ڈالی تھی۔اور اپنے لڑکے سوبھا سنگھ کے نام پر اس کا نام قلعۂ سوبھا سنگھ رکھا۔ یاد رکھنا چاہئے۔کہ یہ قلعۂ صوبہ سنگھ سے جدا ہے۔قلعۂ صوبہ سنگھ اسی تحصیل میں ہے۔اور یہاں سے قریب سولہ میل دور ہے ✤

تجارت

قلعۂ سوبھا سنگھ کے اکثر باشندے کشمیری مسلمان ہیں۔جو پشمینہ بنا کرتے ہیں۔چادر جوڑوں کا کنارہ یہاں سے بہت تیار ہوکر امرتسر جاتا ہے۔چند سال سے ریشم کا کارخانہ بھی کھولا گیا ہے۔اور اس میں کچھ نفع کی امید ہے۔چینی۔غلہ وغیرہ کی تجارت یہاں خوب ہوتی ہے ✤

عمارات و مقامات

شہر کے باہر تین تالاب ہیں۔ یہاں

تھانہ- مدرسہ- ڈاک گھر- شفا خانہ سب موجود ہیں- لڑکیوں کے لئے بھی ایک مدرسہ ہے ÷

تحصیل ظفروال

یہ تحصیل ضلع کے شمال مشرق میں ہے- ڈیک اس کے بیچ میں سے گزرتی ہے- ظفروال- شکرگڑھ- دھم تھل- پھلورہ اور بھاگو وال اس میں بڑے بڑے مقام ہیں ÷ علاقہ ظفروال میں چنے نہیں ہوتے- اگر بوئے بھی جائیں- تو فصل پکنے کے موقع پر ایک قسم کا کیڑا جس کو پنجابی میں سنڈی کہتے ہیں- کھا جاتا ہے ÷

ظفروال

یہ قصبہ ڈیک کے مشرقی کنارے پر سیالکوٹ سے پچیس میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے- اس کی آبادی قریب ۵ ہزار کے ہے- ڈلووالی پھاٹک کی سڑک اس کے پاس سے جاتی ہے ÷

پرانا ذکر

چار سو برس گزرے- ایک باجوا جاٹ مسمی ظفرخاں نے اس کو بسایا تھا- جس کے نام سے اس کو ظفروال کہتے ہیں ÷

[illegible] قصبہ معمولی طرز کا ہے - اکثر مکانات کچے اور گنتی کے پکے ہیں - بعض گلیاں تنگ اور ٹیڑھی ہیں - بعض میں اینٹوں کا فرش لگا ہُوا ہے - چند برسوں سے صفائی وغیرہ کا انتظام پہلے کی نسبت خاطر خواہ ہوگیا ہے *

[illegible] غلے اور چینی کی یہاں تجارت ہوتی ہے *

[illegible] تحصیل کے علاوہ یہاں مدرسہ - میونسپل کمیٹی - تھانہ - ڈاک گھر - شفا خانہ اور سرائے بھی ہے *

بھگت مایا رام جس کے بنائے ہُوئے گیت اکثر گائے جاتے ہیں - یہیں کا رہنے والا تھا *

سنکھترہ

یہ اصل میں ایک بڑا گاؤں ہے - اس کا فاصلہ سیالکوٹ سے قریب تیس میل کے اور ظفروال سے آٹھ میل ہے - اس کی آبادی ڈھائی ہزار کے قریب ہے *

تاریخ - وجہ تسمیہ کہتے ہیں - کہ ایک کھتری نے جس کا نام ہیمراج تھا - اسے بسایا تھا - اور اُس کے نام پر اس کا اصل نام ہیم نگر تھا - بعد ازاں اکبر بادشاہ کے زمانے میں ایک مشہور فقیر نے جو ذات کا جاٹ تھا - یہاں اپنا ڈیرہ جمایا - اور اُس کے نام سے اس کا نام

شکستہ پڑ گیا۔ گاؤں سے کچھ فاصلے پر شمال کی طرف اُس کی قبر اب تک موجود ہے۔ جہاں ہر سال میلہ لگتا ہے۔ اور پہلوانوں کا دنگل ہوتا ہے؛

تجارت آس پاس کے گاؤں سے غلہ وغیرہ یہاں آتا ہے۔ چینی کا بیوپار بھی یہاں ہوتا ہے۔ ڈاک گھر اور مدرسہ یہاں موجود ہے؛

تحصیل رعیتہ

ضلع سیالکوٹ کا جنوبی حصہ اِس تحصیل میں شامل ہے۔ رعیتہ جو تحصیل کا صدر مقام ہے۔ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور سوائے نارووال کے اِس تحصیل میں کوئی مقام قابلِ ذکر نہیں؛

نارووال

سیالکوٹ سے قریب ۳۵ میل کے جنوب مشرق کی طرف ہے۔ ساڑھے چار ہزار سے کچھ زیادہ کی بستی ہے۔ پہلے تحصیل بھی یہاں تھی۔ مگر بیس برس ہوئے۔ یہاں سے اُٹھا لی گئی۔ مگر ڈاک گھر۔ مدرسہ۔ میونسپل کمیٹی کا مکان لڑکیوں کا مدرسہ اور تھانہ سب یہاں موجود ہیں۔

عیسائیوں کی بستی - مدرسہ

چند برسوں سے اِس قصبے کی صفائی وغیرہ کا اِنتظام پہلے کی نسبت اچھا ہے - کئی بازاروں میں فرش لگایا گیا ہے - اور موریاں دُرست ہوئی ہیں - اکثر مکانات یہاں کے پختہ ہیں - پادریوں نے دیسی عیسائیوں کی ایک چھوٹی سی بستی یہاں قائم کی ہے - اور ایک مدرسہ بھی جاری کیا ہُوا ہے - جس میں مڈل تک تعلیم ہوتی ہے ۞

بیوپار

یہاں غلّے کا بیوپار ہوتا ہے - اور چمڑے کی چیزیں - مثلاً دیسی زین اور جوتے اچھے بنتے ہیں - پیتل - کانسی کے برتن بھی عُمدہ تیار ہوتے ہیں - چادر جوڑوں کا کِنارہ بن کر یہاں سے امرتسر کو جاتا ہے ۞

HYDERABAD STATE LIBRARY

شمال

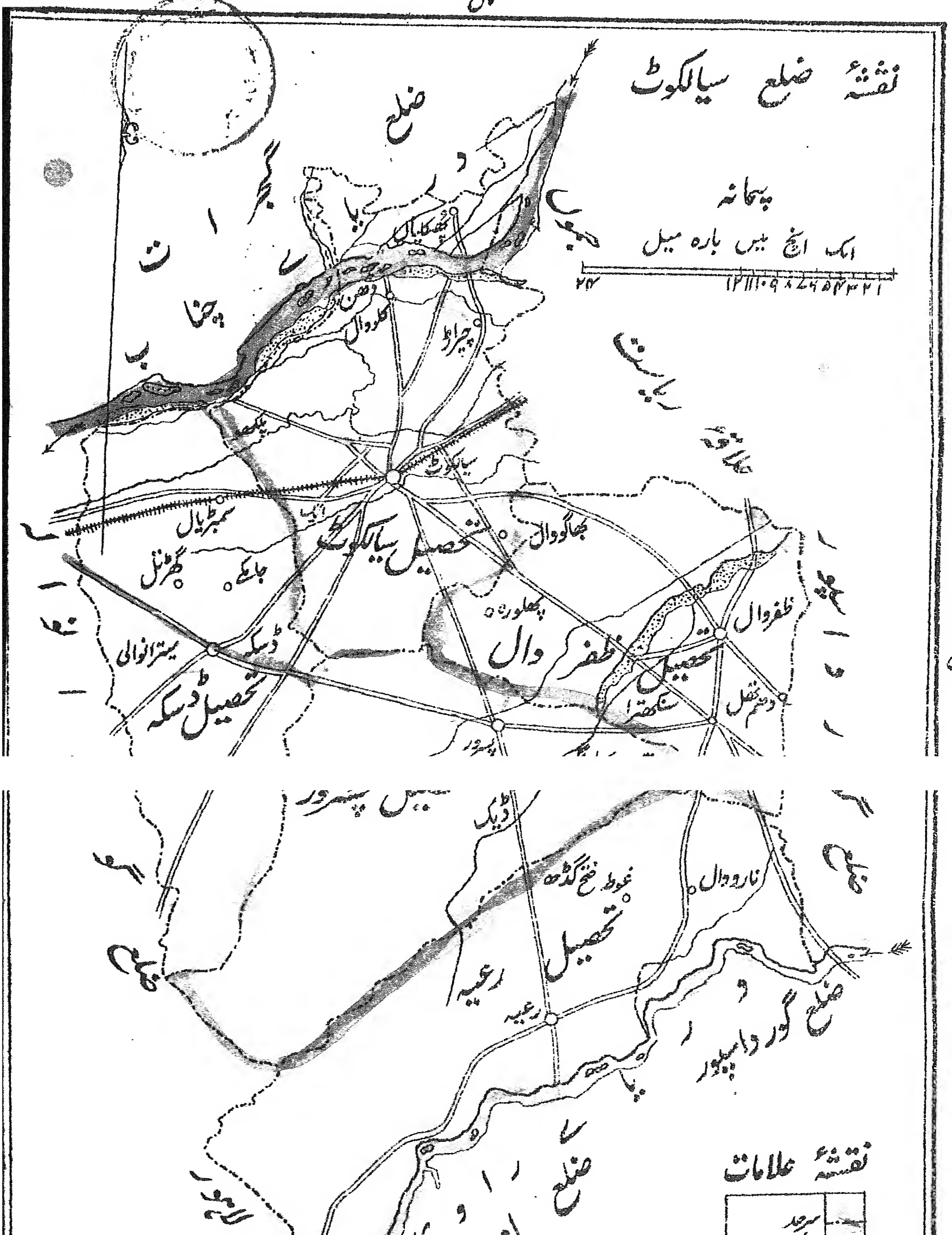

مشرق

جنوب

مفید عام پریس لاہور

مثالیں	قاعدے	نمبر شمار
دیر۔ دے۔ دی +	حرفِ مکسور کے نیچے دو جگہ کے سوا سب جگہ زیر لکھا گیا۔ اوّل یائے مجہول کے ماقبل۔ دوسرے یائے معروف کے ماقبل جو لفظ کے آخر ہے +	۷
شُکر	حرفِ مضموم کے بعد اگر واوِ مجہول نہیں ہے۔ تو اُس پر پیش لکھا گیا +	۸
دُور	واوِ معروف کے ماقبل پیش لکھا گیا +	۹
مول	واوِ مجہول کے ماقبل پیش نہیں لکھا گیا+	۱۰
صبْر	الف ۔ واؤ اور یے کے سوا لفظ کے درمیان جو حرف ساکن ہے ۔ اُس پر جزم لکھا گیا +	۱۱
؟	اِستفہام کی علامت	۱
!	ندا۔ تعجّب۔ حسرت۔ دُعا۔ قسم۔ خُوشی کی علامت	۲
–	تھوڑے وقفے کی علامت	۳
+	پُورے وقفے کی علامت	۴

ہدایت ۔ جہاں پُورا وقفہ ہے ۔ وہاں پڑھنے میں زیادہ ٹھیرنا چاہیئے ۔ باقی جگہ کم +

DISTRICT GEOGRAPHIES

No. VI.

GEOGRAPHY OF THE SIALKOT DISTRICT,

BY

LALA SHIV DIYAL, M. A.,

Assistant Inspector of Schools, Lahore Circles

Published under the orders of the Director of Public Instruction, Punjab.

Lahore:

PRINTED FOR THE EDUCATION DEPARTMENT, PUNJAB,
AT THE "MUFID-I-'AM" PRESS,
BY MUNSHI GULAB SINGH & SONS, PROPRIETORS.

1894.